OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:6, Issue:2, July – Dec 2021
DOI: **10.36476/JIRS.6:2.12.2021.08**, *PP: 57-79*

عہد رسالت ﷺ میں ایمانیات میں خواتین کا احتساب

Accountability of Women in Faith During the Prophet's Era

Dr. Sajjad Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Mirpur University of Science and Technology, Mirpur, AJK
Dr. Tahir Aslam
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Mirpur University of Science and Technology, Mirpur, AJK

Version of Record Online/Print: 28-12-2021
Accepted: 25-11-2021
Received: 31-07-2021

Abstract

Allah has sent Prophets in all ages to bring humanity on the right path, self-purification, and enlightenment with the teachings of Allah. Allah has bestowed this ummah through the Prophet (PBUH), a clear and comprehensive guide to worship. He taught the people about the rules and teachings of Allah through revelation which is a complete code of conduct for human beings in beliefs, worships, affairs, society, economy, and morals. Prophet (PBUH) acquainted men and women of their rights and responsibilities. Though He held women accountable in the various aspects, but the first of these was the accuracy of belief and faith. Therefore, we discover many instances of women's accountability in the hadiths, based on which we can reform faith of contemporary women. It is the need of time to reform contemporary women about the correctness of faith. Hence, this article includes the meaning, objectives, types and procedures of accountability in Islam and steps taken by the Holy Prophet in this regard.

Keywords: *accountability, women, religion, worship, Faith*

CC BY

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو راہ راست پر لانے، تزکیہ نفس اور تعلیمات ربانی سے منور کرنے کے لیے ہر زمانہ میں انبیاء علیہ السلام کو بھیجا۔ سرور دو عالم ﷺ نے بھی لوگوں کو رب ذوالجلال کے احکام اور تعلیمات سے روشناس کروایا۔ آپ ﷺ کی بعثت قیامت تک انسانوں کے لیے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، معیشت، اخلاقیات میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ آپ ﷺ نے نیکی وبدی کے راستوں سے مطلع فرما کر انسانیت کو ہر ایک راستہ پر چلنے کا اختیار دیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی باور کروایا کہ اطاعت الہیٰ، اتباع رسول ﷺ اور نیک اعمال کی بدولت اجر عظیم اور جزاء کے مستحق ہوگے، جب کہ اتباع واطاعت سے روگردانی کی تو آخرت کے عذاب اور سخت سزا کے حق دار ٹھہروگے۔

آپ ﷺ نے تمام انسانی طبقات، بشمول مرد اور عورت کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا، جن کی پاسداری اور بے توجہی پر قیامت میں جزاء وسزاء کا قانون جاری ہوگا۔ بالخصوص عورتوں کی فلاح وبہود کی خاطر آپ ﷺ نے ان کے حقوق کا تحفظ فراہم کیا اور ذمہ داریوں کا تعین بھی کیا، نیز عورتوں کو صراط مستقیم پر چلنے کے لیے محاسبہ کا طریقہ متعین فرمایا۔ جن اعمال میں آپ ﷺ نے خواتین کا محاسبہ کیا، ان میں سب سے اولین پہلو عقائد اور ایمانیات کی درستگی ہے، کیونکہ ایمانیات دین کی بنیاد ہیں اور ان پر باقی سارے اعمال کا دارومدار ہے۔ اس لئے ایمانیات کے معاملہ میں عورتوں کے احتساب کے بے شمار نظائر ہمیں احادیث میں ملتے ہیں۔ جن کو بنیاد بنا کر فی زمانہ ہم ایمانیات میں خواتین کی اصلاح کر سکتے ہیں، کیونکہ ایمانیات سے متعلقہ امور کی درستی اور آگاہی سے عصر حاضر کی خواتین کو روشناس کروانا وقت کی ناگزیر ضرورت ہے۔ اس لیے اس موضوع کی حساسیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس مقالہ میں آپ ﷺ کا ایمانیات سے متعلقہ خواتین کا احتساب اور اسکے مختلف نظائر شامل کئے گئے ہیں۔ اس لئے مقالہ ہذا میں جن محاور پر گفتگو کی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں:

- احتساب کا معنی ومفہوم
- نبی پاک ﷺ کے چند احتسابی اقدامات
- محاسبہ/احتساب کے مقاصد، اسلامی نظام احتساب کی اقسام اور طریقہ کار
- عقائد ایمانیہ سے متعلق خواتین کا محاسبہ

سابقہ تحقیقی کام:

- "الاحتساب على منكرات النساء في العصر الحاضر" پر الجوھرة بنت صالح الطریقی تحقیقی کام کر چکی ہیں۔

اس مقالہ میں مصنفہ نے خصائص احتساب، اس کے آداب اور شروط وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے۔ لیکن اس میں عمومی گفتگو ہے جبکہ عہد رسالت کے نظائر بہت کم ہیں۔ اس لیے اس مقالہ کے ذریعے کتب میں متفرق مقام پر خواتین کے احتساب سے متعلقہ مواد کو ایک جگہ یکجا کرنے کی کوشش کی گی ہے تاکہ خواتین کو احتساب کی ضرورت واہمیت سے مطلع کیا جاسکے۔

- "مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" ڈاکٹر فضل الہی۔

یہ کتاب اس موضوع پر ایک مفید کتاب ہے جس میں مولف نے ۱۶۰ صفحات پر مختصر انداز میں مسوئلیت نساء کی اہمیت، اس کے نماذج سے متعلق مدلل گفتگو کی ہے۔ اسی لیے اس مقالہ میں ان جوانب کیساتھ متعدد دیگر پہلوؤں پر مدلل بحث کی گئ ہے۔ اس کے علاوہ متعدد دیگر کتب بھی ہیں جن کے صرف ناموں پر اکتفا کیا جائے گا۔

- "الحسبة في العصر النبوي وعصر الخلفاء الراشدين" ڈاکٹر فضل الٰہی۔
- "نصاب الإحتساب" عمر بن محمد عوض السنامی

اسلوب تحقیق

- زیر تحقیق موضوع کا انداز تحقیقی، علمی اور بیانیہ ہو گا۔
- مقالہ میں مذکور بیشتر احادیث کی تخریج ایک سے زائد مصدر سے کی گئی ہیں۔
- تمام احادیث صحت کے معیار پر پورا اترتی ہیں۔
- دوران تحقیق مصادر اصلی سے استفادہ کیا گیا ہے، بقدر ضرورت توضیح و تشریح کے لیے ثانوی ماخذ کو بھی استعمال میں لایا گیا ہے۔

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

- محاسبہ سے متعلق قرآن وسنت کی تعلیمات کیا ہیں؟
- کیا امر بالمعروف و نہی المنکر عورتوں پر فرض ہے؟
- کیا اعلیٰ معاشرہ کے قیام کے لیے خواتین کے محاسبہ فی الاعمال کی ضرورت ہے؟

احتساب/محاسبہ کے معنی و مفہوم

احتساب کا لغوی معنی: احتساب باب افتعال سے ہے۔ اس کا مادہ ح۔ س۔ ب ہے۔ کتب لغت میں "حسب یحسب حسبانا وحسابا" کے معنی گننا اور شمار کرنے کے آتے ہیں۔ حسب کا معنی حساب کرنے والا بھی ہے جس کی جمع حسبان ہے۔[1]

حسب (اسم فعل) کافی اور لفظ "حسیب" نگہبان کے معنی میں استعمال ہوا۔۔ جیسے مفردات القرآن میں ہے۔

"حَسْبُ يستعمل في معنى الكفاية، حَسْبُنَا اللَّهُ (آل عمران: 173)، أي: كافينا هو، وَكَفى بِاللَّهِ حَسِيباً (النساء: 6)، أي: رقيبا يحاسبهم عليه"[2]

اردو میں لفظ "حسبہ" گنتی، حساب وکتاب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور لفظ "احتساب" پکڑ، گرفت، عیب و صواب کی جانچ پڑتال، بازپُرس دیکھ بھال وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ سید قاسم محمود لکھتے ہیں:

"حساب: گنتی، شمار، حساب کتاب وغیرہ۔ قرآنی اصطلاح میں یہ لفظ اس حساب کے مفہوم میں آتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے لے گا۔ یوم الحساب کا لفظ قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ اللہ کو حساب لینے کچھ دیر نہیں لگتی۔"[3]

احتساب کے اصطلاحی معنی:

حسبہ ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب ایک طرف تو یہ ہے کہ ہر مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے اور دوسری طرف انسان اخلاقی ذمہ داریوں اور معاشرتی و معاملاتی فرائض کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی لیے سرکاری ذمہ داریوں پر مقرر شخص کے لیے محتسب کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ ماہرین سیاسیات وعمرانیات نے احتساب کی توضیح یوں کی ہے۔

ا۔ ابو الحسن الماوردی "الحسبہ" کے مفہوم کی وضاحت میں رقم طراز ہیں:

"هي أمر بالمعروف إذ ظهر تركه و نهي عن المنكر إذا ظهر فعله"[4]

"حسبہ جب معروف کو چھوڑنا ظاہر ہو تو نیک کام کا حکم دینے اور جب برے اعمال ظاہر ہو تو منکر باتوں سے روکنے کا نام

ہے۔"

۲۔ القاضی ابو یعلی الفراء نے بھی "الحسبۃ" کی انہی الفاظ میں تعریف ذکر کی ہے۔[5]

۳۔ امام غزالیؒ احتساب کے مفہوم کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"احتساب یہ ہے کہ حقوق اللہ سے متعلق کسی منکر یعنی ناپسندیدہ کام سے روکا جائے۔ تاکہ جس کو برائی سے منع کیا جارہا ہے وہ برائی کا مرتکب نہ ہو۔"[6]

"عن عائشة ان النبی ﷺ قال لیس احد یحاسب یوم القیامة الا هلك قلت او لیس یقول الله فسوف یحاسب حسابا یسیرا فقال انما ذلك العرض ولكن من نوقش فی الحساب لیهلك"[7]

"حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جس شخص کا بھی حساب ہوا ہلاک ہو گا تو میں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں کہ عنقریب آسان حساب کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو صرف پیشی ہو گی لیکن جس سے پوچھ گچھ ہو گی تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔"

حساب و کتاب کے علاوہ اپنے نفس کے محاسبہ اور خود احتسابی کے بابت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے:

"عن أبي هريرة، قال: لما قفا وفد عبد القيس قال رسول الله ﷺ: كل امرئ حسيب نفسه"[8]

الغرض "الحسبہ" کے مفہوم کو زیادہ تر محققین "دینی امور میں نیک کام کرنے کی ترغیب اور برے کاموں سے روکنے اور اجتناب" پر زیادہ تر استعمال کیا ہے۔ البتہ عدالتی، قانونی اور انتظامی امور پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے، ان امور کی نگرانی کرنے والے کو محتسب کہا جاتا ہے۔ داعی اور محتسب دونوں کی صورت شریعت مطہرہ نے اس عظیم فریضہ کی بجا آوری کے ارکان اور شرائط متعین فرمائی ہیں جن کی وضاحت ماہرین عمرانیات اور فقہاء کرامؒ نے اپنے مقام پر کی ہیں۔

الغرض احادیث مبارکہ میں امر بالمعروف جو کہ محاسبہ کا اصطلاحی مفہوم ہے، پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد روایات میں لفظ "حسبہ اور احتساب" اپنے لغوی معنی میں بھی مستعمل ہوا ہے۔

نبی پاک ﷺ کے چند احتسابی اقدامات

اسلام نظام احتساب میں کوئی بھی احتساب کے عمل سے بالاتر نہیں ہے۔ آپ ﷺ عمر مبارک کے آخری حصہ میں ایک بار مسجد میں تشریف لائے اور صاحابہ کرام سے فرمایا۔ اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ بدلہ لے لے۔ کسی کی بے آبروائی کی ہو تو میری آبرو حاضر ہے وہ بدلہ لے لیے۔[9]

یہ نبی محترم کی ذاتِ اقدس تھی جنہوں نے احتساب کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے خود کو بھی قابل احتساب سمجھا جب کہ منصب نبوت اس بات سے کہیں بالاتر ہے کہ عام انسان اس کا احتساب کرتے پھریں۔ محتسب کائنات نے کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ نبی کا احتساب کرے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ایک سے زائد مرتبہ نبی کا احتساب کیا۔ جیسے حضرت ابن ام مکتومؓ سے بے رغبتی پر سورہ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

معاشرتی و معاشی معاملات کو درست راہ پر گامزن کرنے کے لیے احتساب کا عمل عہد رسالت ﷺ میں عام تھا۔ سیرت النبی ﷺ اور روایات میں اس موضوع پر متعدد روایات مذکور ہیں۔ جیسے حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کھانے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو ہاتھ کے ساتھ کچھ نمی سی لگ گئی۔ آپ ﷺ نے غلے کے

مالک سے پوچھا یہ کیا ہے ؟اس نے کہا: یا رسول اللہ ! یہ بارش سے بھیگ گیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔

"أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس مني"[10]

"تم نے اسے غلے کے ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں رکھا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے۔ (پھر فرمایا) جس نے دھوکہ دیا ہو مجھ سے نہیں۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مسجد ضرار کو گرانا بھی احتسابی عمل کی مثال ہے۔[11] جماعت کی نماز چھوڑنے والوں کو تنبیہ کے سلسلے میں ان کے گھروں کو آگ لگانے کی بات کرنا بھی احتسابی حکمت عملی کا بہترین نمونہ ہے۔[12]

حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک قصاب کے پاس گزرے جو بکری کی کھال اتار رہا تھا اور اس میں ہوا بھر رہا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ بکری کی کھال اور گوشت کو جدا کرو لیکن پانی نہ لگاؤ۔[13]

رسول اکرم ﷺ نے بازاروں میں تجارتی بدعنوانی کے خاتمے کے لیے مردوں کے علاوہ خواتین کو بھی بطور انسپکٹر بازار مقرر فرمایا۔ڈاکٹر حمید اللہ اس عمل کی تصریح کرتے یوں لکھتے ہیں :

"اس بازار میں عورتیں بھی سامان تجارت لاتی ہوں گی۔ لہٰذا ان کی نگرانی ان کی مدد اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کسی عورت ہی کو مامور کیا جا سکتا ہے۔"[14]

سزاؤں کے ضمن میں آپ ﷺ کے دور معمولی سرزنش، مارپیٹ اور کوڑے مارنے کی سزا سے لے کر سنگسار کرنے کی سزا تک ثابت ہے۔اس دور کے احتساب کو اختصار سے بیان کیا جائے تو مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں :

- نیکی کے فروغ اور برائی کے سد باب کے لیے آپ ﷺ خود بازاروں میں گشت کرتے اور موقع و محل کے مطابق احکام صادر کرتے تھے۔ یہ احکام محض احکام نہ سمجھے جاتے بلکہ یہ دعوت و تربیت کے مختلف اسلوب تھے۔
- سنگین جرائم کی صورت میں حدود کا اجراء بھی کرتے اور سخت تجزیری سزائیں بھی دیتے تھے۔اس کام کے لیے آپ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ کو مقرر کر رکھا تھا۔ جنہیں یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ کسی کو محبوس کریں، ماریں یا گرفتار کریں۔
- صحابہ کرام اسی کو ناپسندیدہ فعل کا ارتکاب کرتے دیکھتے تو پکڑ کر رسول اللہ کے پاس لے آتے جو مناسب فیصلہ کرتے۔
- مجرموں کی گردنیں آڑانے کے لیے آپ نے حضرت زبیرؓ ، حضرت علیؓ ، حضرت مقداد بن الاسودؓ، حضرت محمد بن مسلمؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ اور حضرت ضحاک بن سفیان کلابیؓ کو مامور کر رکھا تھا۔

ثابت ہوا کہ عہد رسالت میں احتساب کا نظام اس شکل میں موجود نہ تھا۔ جیسے خلاف راشدہ کے دور میں اور بعد کے ادوار میں واضع ہوا۔ بلکہ احتساب سے متعلق بعض معاملات مثلاً گشت کا فریضہ آپ ﷺ خود ہی ادا کرتے بعد میں آپ ﷺ نے کچھ اور اصحاب کو اس کام پر مامور کیا۔[15]

محاسبہ/احتساب کے مقاصد، اسلامی نظام احتساب کی اقسام اور طریقہ کار

ایک دوسرے کی خیر و خواہی کا تقاضا ہے کہ انہیں اچھے کاموں کی تلقین کی جانے اور بُرے کاموں سے روکا جائے۔ اچھے کاموں سے مراد ہے وہ کام جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اصطلاح میں انہیں معروف کہا گیا ہے اور بُرے کاموں سے مراد وہ تمام

کام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اصطلاحی طور پر انہیں منکر کہا گیا ہے۔ دنیاوی معاملات کی درستگی اسی پر موقوف ہے۔ اس لیے امت مسلمہ کو اسی کام پر مامور کیا گیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

"انسانوں کے معاملات اسی صورت میں درست رہ سکتے ہیں جب انہیں معروف کا حکم دیا جائے اور منکر سے روکا جائے۔ اس لیے کہ ان کے دنیاوی معاملات کا سدھار اس پر موقوف ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بغیر ناممکن ہے۔"[16]

اسی کام کی انجام دہی کی بناء پر اس امت کو خیرِ اُمت کہا گیا ہے، جیسے دوسرے انسانوں کے لیے برپا کیا گیا ہے۔

احتساب کا مقصد

احتساب کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کے ان احکام اور فیصلوں کا نفاذ ہو جو کسی دعویٰ پر مبنی نہیں ہیں۔ ایسے تمام احکام شعبہ احتساب کے تحت آتے ہیں۔ احتساب کی بنیاد دراصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو اسی کام پر مبعوث فرمایا اور اپنی کتابیں نازل کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت مسلمہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفت سے سے متصف کیا اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو دیگر تمام امتوں پر فصلیت سے نوازا ہے۔[17]

امت کو رحمت اللعالمین ﷺ کے ذریعہ دیگر احکام کی تفصیل کی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم فرمایا اور اُن احکامات پر عمل کیا جائے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

"فإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه، وإذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم"[18]

"جب میں تم لوگوں کو کسی چیز سے روکو تو اُس سے اجتناب کرو اور جب میں تم لوگوں کو کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق بجالاؤ۔"

ایک اور روایت بھلائی و خیر خواہی کو اپنانے اور برے کاموں سے دور رہنے کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"إن الصدق يهدي إلى البر، وإن البر يهدي إلى الجنة، وإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار"[19]

"سچائی کا دامن پکڑے رکھو کیونکہ سچائی اور فرمانبرداری نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی اور فرمان برداری جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ نافرمانی کا راستہ دکھاتا ہے اور نافرمانی جہنم میں لے جاتی ہے۔"

اسلامی نظام احتساب کی اقسام

ا۔ ذاتی احتساب (خود احتسابی)

خود احتسابی اسلامی تعلیمات کا اہم جُز ہے جو کسی اور نظام عدل و احتساب میں موجود نہیں۔ اسلام نے تقویٰ کی تلقین سے ہر مسلمان میں خود احتسابی کی روح پھونک دی ہے، قرآن کا کوئی درس تقویٰ سے خالی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اتقوا الله، وإياكم والظلم؛ فإن الظلم ظلمات يوم القيامة"[20]

"اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور خود کو ظلم سے بچاؤ پس بے شک ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے۔"

نفس کو برے اعمال اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے"

"قال لي رسول الله ﷺ: يا عائشة إياك ومحقرات الأعمال، فإن لها من الله طالبا"[21]

"آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تو ان گناہوں سے بچی رہ جن کو لوگ حقیر جانتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھی مواخذہ کرے گا۔"

قیامت کے روز انسانی اعمال کا حساب وکتاب ہوگا۔بڑے گناہوں سے بچنے کی ہر ایک کوشش کرتا ہے۔ چھوٹے گناہوں خفیف اور ہلکہ سمجھتے ہوئے انسان کوئی اہمیت نہیں دیتاہے۔ تو اس جانب متوجہ کیا گیا۔ان گناہوں کو نظرانداز نہ کرو۔ان پر بھی مواخذہ ہوگا۔اس لیے گناہ جو بھی ہواُن سے اجتناب ضروری ہے۔خود احتسابی کی ہی یہ ایک مثال ہے کہ حضرت حنظلہؓ روتے ہوئے گھر سے نکلتے ہیں کہ حنظلہ منافق ہو گیا، حنظلہ منافق ہو گیا، حضرت ابو بکر بھی ساتھ ہو لیتے ہیں۔ دونوں حضرات خدمت اقدس میں پیش ہو کر عرض کرتے ہیں کہ جو کیفیت دربار نبوت میں ہوتی ہے۔کاروبار دنیا میں باقی نہیں رہتی ارشاد ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو فرشتے سر راہ اور بستروں میں سوتے ہوئے تم سے مصافحہ کریں۔[22]

۲۔انفرادی احتساب/محاسبہ

احتساب کی اس قسم میں ہر فرد کا انفرادی طور پر احتساب کیا جاتا ہے جیسے کہ عشاء کی نماز پر طویل قرات کرنے پر آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل سے کہا کیا تو فتنہ جو ہے؟۔[23] اسی طرح ایک مسلمان کو تین مرتبہ نماز لوٹانے کا کہا اور آخر کار سمجھایا کہ آہستہ آہستہ پڑھا کرو۔[24]

۳۔اجتماعی احتساب/محاسبہ

قرآن نے ان لوگوں کا اجتماعی محاسبہ کیا ہے جو غزوہ اُحد کے موقع پر درہ چھوڑ کر تو غنیمت لُوٹنے چل پڑے تھے، جنگ حسنین کے موقع پر کثرت تعداد کے باعث پیدا ہو جانے والے سریہ نخلہ رجب دو ہجری میں حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے دستہ نے ماہ حرام میں قریش کے ایک قافلے پر حملہ کر دیا۔ جس پر آپ ﷺ نے ان کی بازپرس کی اور فرمایا: میں نے حرام مہینے میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور سامان قافلہ اور قیدیوں کے سلسلے میں کسی بھی تصرف سے ہاتھ روک لیا۔[25]

۴۔اداروں کا احتساب/محاسبہ

اسلام کے ابتدائی دور کے کردار اگرچہ ذاتی نوعیت کے ہی تھے۔ لیکن تاریخ میں ان کی تکرار نے انہیں اداروں کی شکل دے دی ہے۔ایک ایک صحابی اپنی ذاتی میں ایک ادارے کی حیثیت رکھتا ہے اسلام کے نظام عدل نے ان اداروں کو بھی احتساب کی بھٹی سے گزارا۔اسی طرح امہات المومنین امت کا مقدس ترین ادارہ ہے، قرآن نے اس ادارے کا احتساب کرتے ہوئے کہا زمانہ جاہلیت کی طرح سج دھج نہ دکھاتی پھرو (سورۃ الاحزاب: ۳۳)۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: "اور دنیا کی زیب وزینت چاہیے تو کچھ لے کر نبی سے الگ ہو جاؤ۔" (سورۃ الاحزاب: ۲۸)

انصار مدینہ جیسے ادارے کی طرف سے جب غزوہ حسنین کے بعد یہ بات کہی گئی کہ مشکل میں تو ہم یاد آئے اور انعامات کی بارش دوسروں پر ہے تو ان کا احتساب کرتے ہوئے آپ ﷺ فرمایا کیا تم نہیں چاہتے کہ لوگ تو اونٹ اور گھوڑے لے جائیں اور تم اللہ تعالیٰ کے نبی کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔[26]

اسلامی نظام احتساب کے طریقے

ا۔فرد کے ذریعے فرد کا احتساب

قرآن نے مومنین کی یہ صفت بیان کی ہے کہ "وہ ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتے اور بُرائی سے روکتے ہیں۔" (سورۃ التوبۃ: ۷۱) اسی طرح محسن انسانیت نے مومن کو مومن کا آئینہ قرار دیا ہے۔[27] اصحاب رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی ملتے اس وقت تک جدا نہ ہوتے ہیں جب تک کہ سورۃ العصر ایک دوسرے کو سنا نہ دیتے۔[28] حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو اس حدیث کی روایت سے روک دیا۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس شخص نے کلمہ توحید کہا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔[29]

۲۔فرد کے ذریعے معاشرے کا احتساب

اسلام نے ہر فرد کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ محسن انسانیت ﷺ کا فرمان مبارکہ نقل کرتے ہیں:

"سمعت رسول الله ﷺ يقول: من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان"[30]

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر بُرائی دیکھو تو ہاتھ سے دور کھو، سکت نہ ہو تو زبان سے منع کرو اور اس کی بھی ہمت نہ ہو تو دل میں بُرا جانو لیکن یہ کمزور ترین ایمان ہے۔"

اسی طرح انسانوں پر عائد ذمہ درایوں کی بابت روز قیامت سوال کیا گیا جائے گا۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے:

"كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته فالامير الذي على الناس راع عليهم، وهو مسئول عنهم"[31]

"ہر شخص نگران ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ پس لوگوں پر مقرر کردہ امیر اُن کا نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

۳۔معاشرے کے ذریعے فرد کا احتساب

اس طریقے میں اسلام نے اجتماعیت کے ذریعے ایک فرد کا احتساب کیا ہے۔ نمازیوں کو یہ اجازت دی کہ اگر امام نماز کے دوران غلطی کرے تو اس کی اصلاح کردیں، رمضان میں ایسا ماحول پیدا کیا کہ دوزہ دار سارے معاشرے کے سامنے خود اپنے آپ محاسبہ کرتا ہے۔ اور صحیح تو اس طریقہ کی ایک شاندار مثال ہے جہاں ہر ہر فرد تقویٰ کے ماحوال میں اپنے آپ کو اندر اور باہر سے دھوتا۔ صارف کرتا اور لشکارتا چلا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے تبوک کے معرکے میں پیچھے رہ جانے والوں کو پورے معاشرے کے ذریعے زبردست احتساب کیا۔ اور کہیں مسلمانوں کو ایک عمارت سے تشبیع دی گئی۔ جس کی ہر ہر اینٹ دوسری کو مضبوط کرتی ہے۔ تو کہیں ایک جسم سے تشبیع دی جہاں ہر ہر عضو دوسرے کا غم خوار ہے۔[32]

اسلامی معاشرے میں سات سال کی عمر میں ہی ایک بچہ حی علیٰ الصلوٰۃ کا مدعو بن جاتا ہے اور دس سال کی عمر میں تو والدین جیسی شفیق ہستیوں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ عدم ادائیگی نماز پر بچے پر احتسابی حربے روا رکھیں۔

"مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين"[33]

"جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو اُنہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز کی ادئیگی نہ کرنے کی صورت میں ان کو مارو۔"

۴۔ معاشرے کے ذریعے معاشرے کا احتساب

یہ گروہی احتساب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس زمین پر ایک گروہ کے ذریعے دوسرے کا احتساب کرتا ہے یہ احتساب کا وسیع تر تصور ہو۔ جس میں جہاد، مثال تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی شام ہیں۔ اسلامی معاشرے میں منافقین، اہل کتاب اور دیگر مذاہب کے گروہوں کا احتساب قرآنی آیات میں آج تک موجود ہے۔

عقائد ایمانیہ سے متعلق خواتین کا محاسبہ

نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کی انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ میں امت کی رہنمائی فرمائی اور تزکیہ نفس و اصلاح احوال کے عظیم فریضہ منصبی کو نہایت احسن انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ کتاب ہدایت میں آپ ﷺ کے اس فرض منصبی کی بابت فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ" (سورة الجمعة: 2)

"وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں سے ایک رسول جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب و حکمت کی اور یقیناً اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں تھے۔"

وہیں آپ ﷺ نے امت کے ہر طبقہ کو اُن کے فرائض اور ذمہ داریوں سے روشناس کروایا، جس کی وجہ سے سرور دوعالم ﷺ کو بشیر ونذیر کی صفات سے نوازا گیا۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر مرحلے میں جہاں مردوں کی رہنمائی فرمائی وہیں خواتین کی اصلاح کی جانب خصوصی توجہ فرمائی، اس لیے فرقانِ حمید میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنۃ کو اپنانے کی تلقین کی گئی اور آپ ﷺ کی زندگی کو انسانیت کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا گیا۔

انسانی زندگی میں سب سے اہم عقیدہ کا درست ہونا ہے اور عقیدہ کی درستی کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکامات، خصوصاً عبادات (نماز، روزہ وغیرہ) کی ادائیگی ہر ایک پر فرض ہو جاتی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے اولاً عقائد کی درستگی پر توجہ دی۔

آپ ﷺ نے امت کو جن اصولِ دین سے روشناس کروایا، نیز یہ دینی نظریات، مضبوط عہد و پیمان اور اجزائے ایمانیہ، جو انسان کے عمل میں محرک کا باعث بنتے ہیں، انہی پر انسانی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے، کی بابت کتاب برحق میں میں ارشاد ربانی ہے۔

"وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ" (سورة البقرة: 177)

"بلکہ نیکی تو اس کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر۔"

ان اصول و ضوابط پر اعتقاد کا درست ہونا عقیدہ صحیحہ، عمل صالح اور نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔ ذخیرہ احادیث ﷺ میں ہر جزء ایمانی کی اہمیت پر متعدد روایات موجود ہیں، آپ ﷺ نے ایمانیات کے باب میں عورتوں کا جن امور پر احتساب فرمایا اور اُنہیں حقیقت سے آگاہی دی وہ یہ ہیں:

اہل خانہ کو دینِ حق (توحید) کی دعوت

آپ ﷺ نے اپنی دعوت کی ابتداء کلمہ شہادت (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور دین محمدی ﷺ) کی تبلیغ سے کی اور عبادت کے لائق صرف وصرف حق سبحانہ و تعالی کو قرار دیا۔ اس لیے جہاں آقا دوجہاں حضرت محمد ﷺ نے مردوں کو رب تعالیٰ کے معبود

برحق اور وحدہ لاشریک ہونے کا درس دیا وہیں خواتین کو بھی اسی کلمہ کی دعوت دی، کیوں کہ یہ کلمہ دین اسلام کی بنیاد ہے۔ حضرت معاذؓ کی روایت میں مذکور "رأس الأمر الإسلام"[34] کے مفہوم کی وضاحت میں علامہ طیبیؒ لکھتے ہیں:

"المراد بالإسلام في قوله: (رأس الأمر الإسلام) كلمتا الشهادة، وأراد بالأمر هنا أمر الدين، يعنى مالم يقر العبد بكلمتي الشهادة لم يكن له من الدين شيء أصلا، وإذا أقر بكلمتي الشهادة حصل له أصل الدين"[35]

"حدیث مبارکہ کے الفاظ "راس الامر الاسلام" میں لفظ "الاسلام" سے مراد یہاں شہادتین (اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی گواہی دینا) مراد ہے اور امر سے مراد یہاں دین کو اختیار کرنا ہے۔ یعنی جو کوئی بھی شہادتین کے ذریعے دین اسلام کا اقرار نہیں کرے گا اُسے اس دین سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا اور جو شہادتین کا اقرار کرے گا گویا اُس نے دین کو حاصل کر لیا۔"

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کی دعوت دینے کے ساتھ بنوہاشم کی خواتین کو بھی اس کلمہ کی دعوت دی۔ سرور کائنات ﷺ نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہؓ اور خاتونِ جنت و جگر گوشہِ رسول ﷺ حضرت فاطمہؓ کو توحید کی دعوت اور شرک کی ممانعت کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"يا بني عبد المطلب، اشتروا أنفسكم من الله، يا صفية عمة رسول الله، ويا فاطمة بنت رسول الله، اشتريا أنفسكما من الله، لا أغني عنكما من الله شيئا، سلاني من مالي ما شئتما"[36]

"اے نبو عبدالمطلب! اللہ کی اطاعت کرو، اے صفیہ پیغمبر اللہ کی پھوپھی! اور اے فاطمہ رسول اللہ کی بیٹی! تم دونوں اللہ کی اطاعت کرو۔ جب تک نیک عمل نہیں کروگی اللہ کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا، اگرچہ تم میرے مال سے سب کچھ لے سکتی ہو۔"

یعنی جب تک تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کروگے، تب تک تم میری شفاعت کے حق دار نہیں۔ یہ روایت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ جہاں مردوں کے دین اسلام کو قبول کرنے کے متمنی تھے، وہیں آپ ﷺ کی یہ بھی خواہش تھی کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی رب ذوالجلال پر ایمان لے آئیں اور اللہ سبحانہ کے ساتھ عبادات وصفات میں کسی کو بھی شریک نہ مانیں۔

شرک کی نفی پر بیعت

آپ ﷺ عام عورتوں سے بیعت لیتے وقت اور ان سے دین اسلام کے عہد وپیمان کا اقرار کرواتے وقت سب سے قبل توحید باری تعالیٰ اور شرک کی ممانعت کی بیعت لیتے۔ اس سے متعلق متعدد روایات مذکور ہیں، جیسے حضرت صدیقہؓ سے مروی ہے۔

"أن عائشة، زوج النبي ﷺ، قالت: كانت المؤمنات إذا هاجرن إلى رسول الله ﷺ يمتحن بقول الله عز و جل: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا.... إلى آخر الآية، قالت عائشة فمن أقر بهذا من المؤمنات، فقد أقر بالمحنة، وكان رسول الله ﷺ إذا أقررن بذلك من قولهن"[37]

"ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ مسلمان عورتین جب ہجرت کرتیں تو آپ ﷺ ان کا امتحان لیتے اس آیت کے موافق "اے نبی! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو آئیں اس بات پر کہ شریک نہ کریں

اللہ کا کسی کو۔۔۔الخ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو کوئی عورت ان باتوں کا اقرار کرتی وہ گویا بیعت کا اقرار کرتی"

اس طرح ایمان کے تمام اجزاء کا اقرار اور شرک کی من جملہ تمام اقسام کی نفی ہو جاتی۔آپ ﷺ عورتوں سے عموماً یہی بیعت لیتے۔ جیسے کہ حضرت امیمہ بنت رقیہؓ الانصاری سے بھی مروی ہے۔[38] اس لیے قرآن کریم میں مومن عورتوں کی توصیف بیان کی گئی اور اُن کو مشرکہ عورتوں پر فضیلت دی، یہاں تک کہ مسلمان باندی کو بھی مشرکہ عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ" (سورة البقرة: 122)

"ایک مؤمنہ لونڈی بہتر ہے ایک آزاد مشرکہ عورت سے اگرچہ وہ تمہیں اچھی بھی لگتی ہو۔"

شرکیہ رسم ورواج کو اپنانے پر احتساب

آقا دو جہاں حضرت محمد ﷺ نے توحید باری اور اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے کا درس دیتے، شرک سے دور رہنے کی جانب متوجہ کرواتے، اہل عرب کو مروجہ مختلف شرکیہ طور طریقوں سے مطلع فرماتے اور عورتوں کو اُس سے دور رہنے کا حکم فرماتے تھے۔اسی طرح غیر اللہ کے نام سے تعویذ، گنڈا یا کوئی شئے باندھنا یا بیماری کو دور کرنے کے لیے ایسے عمل کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔آپ ﷺ کے حکم کے مطابق صحابہ اپنے گھروں میں ایسے طور طریقوں سے عورتوں کو روکتے تھے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ حضرت زینبؓ سے مروی ہے۔

"عن زينب قالت: كانت عجوز تدخل علينا ترقي من الحمرة، وكان لنا سرير طويل القوائم، وكان عبد الله إذا دخل تنحنح وصوت،.... فمسني وجد مس خيط فقال: ما هذا؟ فقلت: رقى لي فيه من الحمرة فجذبه وقطعه فرمى به وقال: لقد أصبح آل عبد الله أغنياء عن الشرك"[39]

"حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک بڑھیا آیا کرتی تھیں، وہ "حمرۃ" کا دم کرتی تھیں، ہمارے بڑے پایوں کی ایک چارپائی تھی، عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول تھا کہ جب گھر آتے تو کھنکھارتے اور آواز دیتے۔۔۔(ایک مرتبہ ہوئے) تو انہوں نے مجھے چھوا تو ان کا ہاتھ ایک گنڈے سے جا لگا، پوچھا یہ کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا: یہ سرخ بادے(حمرۃ) کے لیے دم کیا ہوا گنڈا ہے، یہ سن انہوں نے اسے کھینچا اور کاٹ کر پھینک دیا اور کہا: عبداللہ کے گھرانے کو شرک کی حاجت نہیں ہے۔"

البتہ رحمت اللعالمین ﷺ نے ایسے دم کی اجازت دی ہے، جو قرآن کریم اور آپ ﷺ سے مروی مسنون دعاؤں کی صورت میں ہو، نیز ان میں جاہلیت کے طور اطوار کی آمیزش نہ ہو۔ام المؤمنین حضرت ام سلمۃؓ سے مروی ہے۔

"عن أم سلمة، أن رسول الله ﷺ قال لجارية كانت في بيت أم سلمة زوج النبي ﷺ، فرأى بوجهها سفعة، فقال: بها نظرة، فاسترقوا لها"[40]

"ام المؤمنین حضرت ام سلمۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے منہ پر چھائیاں تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو نظر لگی ہے اس کو دم کرو۔"

ملا علی قاری دم کرنے اور نہ کرنے کے مفہوم کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"فرخص لهم فيها إذا عريت عن الألفاظ الجاهلية.... والمراد بالرقية هنا ما يقرأ من الدعاء وآيات القرآن

لطلب الشفاء"[41]

"ان روایات میں اُس صورت میں تعویذ اور اُس کو دور کرنے کے عمل کی اجازت دی گئی جب وہ جاہلیت کے الفاظ خالی ہو۔۔۔ یہاں مراد مسنون دعائیں، قرآن کریم کی آیات (واحادیث کے الفاظ ہیں جو) شفاء کی طلب میں پڑھے جائیں۔"

آپ ﷺ سے روایات صحیحہ کے ذریعے متعدد روایات میں مختلف بیماریوں، مشکلات و مصائب کو دوران کرنے سے متعلق ادعیہ اور اذکار مذکور ہیں، جن کی اجازت نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں۔ انہی اذکار و دعائیہ کلمات کا آپ ﷺ نے امت کو درس دیا اور جاہلی اور شرکیہ کلمات اور طور طریقوں سے ممانعت فرمائی ہے۔

مخلوق کی جانب صفات باری تعالیٰ کی نسبت کرنے پر احتساب

آپ ﷺ نے صفات باری تعالیٰ (جیسے خالق ہونا، غیب کی چیزوں کا علم وغیرہ) کی نسبت کسی دوسری ذات کی جانب کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی مدحت بیان کرتے ہوئے ایک بچی نے اللہ تعالیٰ کی صفت علم الغیب کی نسبت سرور دو عالم ﷺ کی طرف کی، تو رحمت اللعالمین ﷺ نے اُس لڑکی کو نصیحت فرمائی اور صفات باری تعالیٰ کی نسبت کسی دوسری ذات کی طرف کرنے سے سرزنش کی۔

"دخل علي رسول الله ﷺ صبيحة عرسي، وعندي جاريتان يتغنيان، وتندبان آبائي الذين قتلوا يوم بدر، وتقولان، فيما تقولان: وفينا نبي يعلم ما في غد، فقال: أما هذا فلا تقولوه، ما يعلم ما في غد إلا الله"[42]

"میری شادی کی صبح رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت (کم سن) بچیاں میرے پاس گیت گا رہی تھیں اور میرے آباء کا تذکرہ کر رہی تھیں جو بدر میں شہید ہوئے اور گانے گانے میں وہ یہ بھی گانے لگیں اور ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل (آئندہ) کی بات جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ بات مت کہو اس لئے کہ کل کی بات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ صفات باری تعالیٰ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اس لیے عقیدہ توحید کو ہر طرح کی آمیزش سے پاک و صاف رکھنے کے لیے اور صحابہ اور صحابیاتؓ کو اس پر متنبہ کرنے کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ بھی ایک طرح کا شرک ہے اور اس سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صفت غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی لیے آپ ﷺ نے اُن کلمات کی ممانعت فرمائی، جن میں شرک کا شبہ تک موجود ہو۔

جاہلانہ طور طریقوں پر محاسبہ

اسی طرح رحمت اللعالمین نے عورتوں کو جاہلیت کے امور اور اطوار کو اپنانے سے منع فرمایا اور اُن احکام و طور طریقوں کا اپنانے کا حکم دیا، جو قرآن کریم اور حبیب اللہ ﷺ کے ذریعے امت تک پہنچے۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ۵۰ کی وضاحت کے ذیل میں پیر کرم شاہ رقم طراز ہیں:

"جاہلیت اس نظام حیات کو کہتے ہیں جہاں قانون سازی کا کامل اختیار خالق کائنات کو نہ ہو بلکہ انسانی اغراض اور خواہشات کے ہاتھ میں ہو۔ جہاں اقتدار وحکومت کی مسند پر وحی الٰہی کے بجائے انسان کا ناقص اور ناتمام علم قابض ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم ان آسمانی کتابوں کی اطاعت کو گراں سمجھ رہے ہو۔ جن میں ہدایت ہی ہدایت،

نور ہی نور ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم دور جہالت کے اس ظالمانہ نظام کو اپنانا چاہتے ہو جس میں غریب وامیر، کمزور اور طاقتور، حاکم اور محکوم کے لئے الگ الگ قانون تھے۔ ذرا سوچو! اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے احکام جو عین عدل وانصاف اور مجسم رحم وکرم ہیں وہ بہتر ہیں یا تمہارا یہ ظالمانہ نظام جہاں خواہشات نفسانی کی سروری ہے۔"[43]

اس لیے اللہ تعالیٰ کے دین اور احکام کو چھوڑ کر ایسا کوئی عمل اختیار کرنا، جو اسلام وشریعت کے منافی ہو تو وہ امر جاہلیت کے زمرے میں آئے گا۔ ایسے تمام امور کی آپ ﷺ نے متعدد روایات میں نشاندہی فرمائی ہے۔ جیسے میت پر چہرہ پیٹنے کی ممانعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب، ودعا بدعوى الجاهلية"[44]

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو گریبان چاک کرے چہرہ پیٹے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (یعنی واویلا کرے۔)"

آقا دوجہاں ﷺ نے نوحہ کرنے اور دیگر جاہلیت کے رسوم ورواج، جن کو شریعت مطہرۃ سے غلط وحرام قرار دیا، کو اپنانے سے روکا، نیز صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے اس حکم پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہوئے اور انہوں نے اپنے گھروں میں جاہلیت کے رسوم وراج سے عورتوں کو سختی سے دور رہنے کی تاکید کرتے اور ایسا عمل دیکھنے پر اُس کی ممانعت پر زور دیتے۔

"دخل أبو بكر رضوان الله عليه على امرأة من أحمس يقال لها زينب، قال: «فرآها لا تتكلم»، فقال: ما لها لا تتكلم؟ قالوا: نوت حجة مصمتة. فقال لها: «تكلمي، فإن هذا لا يحل، هذا من عمل الجاهلية». قال: فتكلمت، فقالت: من أنت. قال: أنا امرؤ من المهاجرين"[45]

"حضرت ابو بکرؓ قبیلہ احمس کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا نام زینب تھا تو آپ نے اسے دیکھا کہ بات نہیں کرتی آپ نے فرمایا اسے کیا ہوگیا کہ بولتی بھی نہیں؟ لوگوں نے کہا اس نے خاموشی کے حج کی نیت کی ہے آپ نے اس سے کہا کہ بات چیت کر کیونکہ یہ طریقہ جائز نہیں یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے تو اس نے بات شروع کی اور کہا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں ایک مہاجر شخص ہوں۔"

اسی طرح اسلام نے صلاۃ جنازہ میں عورتوں کو شریک ہونے سے منع فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عورت کو میت کے پیچھے آتا دیکھا تو فرمانے لگے۔

"ومجاهد أن ابن عمر، تبع جنازة فرأى نساء يتبعنها ويصرخن، فأقبل عليهن وقال: أف لكن، أذى على الميت، وفتنة على الحي، ثلاث مرات"[46]

"مجاہد نے ابن عمرو کا قول ذکر کیا، کہ وہ جنازہ میں شریک تھے، انہوں نے عورتوں کو دیکھا، جو جنازہ کے ساتھ چل رہی تھیں اور میت پر آہ وفغان وگریہ زاری کر رہی تھیں۔ آپؓ اُن کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم پر افسوس ہے، میت کو تکلیف پہنچا رہی ہو اور زندہ لوگوں کے لیے فتنہ کا باعث بن رہی ہو، انہوں نے یہ کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔"

یعنی حضرت ابن عمرؓ نے عورتوں کو میت کے ساتھ جانے اور ماتم ونوحہ کرنے جیسے جاہلیت کے عمل پر سرزش کی اور سختی سے بازپرس کی۔ آپ ﷺ کی طرح صحابہ کرامؓ بھی عقیدہ توحید کو تمام قسم کے جاہلی طور واطوار اور شرکیہ امور سے پاک صاف کرنے اور لوگوں میں عقائد اسلامیہ کو نکھارنے اور اُن کو درست انداز میں اپنانے وعمل کرنے خواہاں اور طلب گار تھے۔ جس کے

لیے انہوں نے عملی کاوشیں کیں اور لوگوں تک درست طریقہ پہنچانے کے علاوہ اسلامی شریعت کا عملی مظاہرہ پیش کیا۔

ملائکہ پر ایمان لانے کی ترغیب

جس طرح توحید، شرک اور صفات باری تعالیٰ اور جاہلیت کے شرکیہ امور کو اپنانے سے ممانعت اور عورتوں کی اصلاح فرمائی، وہیں عقائد اسلام کے ایک اور عقیدہ فرشتوں پر ایمان لانے کا بھی حکم دیا۔ تفسیر ماجدی میں مذکورہ آیت کی تفسیر کے دوران فرشتوں پر ایمان لانے کی بابت مذکور ہے۔

"والملئكة" فرشتوں پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ ان نورانی اور مجرد مخلوقات کا وجود اللہ کے بندوں اور کارساز مطلق کے قاصدوں، خادموں اور کارندوں کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے، نہ یہ کہ خود انہی کو مستقل قوتوں کی طرح فاعل، عامل، متصرف مان کر ان سے دعائیں مانگی جائیں، اور انہی کو ایک چھوٹے پیمانہ پر حاجت روا قرار دے لیا جائے، اس ایمان بالملائکہ سے یونان، رومہ، ہندوستان، ایران کی ان تمام مشرک قوموں کی تردید ہو گئی، جنہوں نے فرشتوں ہی کے تخیل کو مسخ کرکے کائنات کے مختلف شعبوں کے لیے دیویاں اور دیوتے تجویز کر لیے ہیں۔"[47]

قرآن کریم کے علاوہ احادیث رسول ﷺ میں فرشتوں پر ایمان لانے کی تلقین کی گئی اور اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق کے وجود کا احساس کروایا گیا ہے۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

"عن عائشة، أن رسول الله ﷺ قال لها: هذا جبريل يقرأ عليك السلام. فقالت: وعليه السلام ورحمة الله وبركاته ترى ما لا نرى"[48]

"حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ یہ جبرائیل ہے تم کو سلام کہتے ہیں تو میں نے کہا "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ"۔آپ وہ چیز دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے ہیں۔"

اس کے علاوہ دیگر روایات کے ذریعے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ صحابیاتؓ فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھتی اور آپ ﷺ کے فرمان اور خبر کی تصدیق کرتی تھیں۔ جیسے غزوہ خندق کے بعد غزوہ قریظہ سے متعلقہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

"عن عائشة أن رسول الله ﷺ لما رجع يوم الخندق ووضع السلاح، واغتسل فأتاه جبريل وقد عصب رأسه الغبار فقال: وضعت السلاح فوالله ما وضعته"[49]

"حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ خندق سے لوٹے اور آپ ﷺ نے اپنے ہتھیار کھول کر غسل کا ارادہ فرمایا تو جبرائیلؑ آپ ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے سر پر غبار جما ہوا تھا اور کہا: کیا آپ ﷺ نے ہتھیار رکھ دیئے؟ ! اللہ کی قسم میں نے نہیں رکھے۔"

ان روایات کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ صحابیاتؓ فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھتی تھیں۔

فرشتوں کی لعنت کا ذریعہ بننے والے اعمال پر محاسبہ

متعدد روایات میں عورتوں کو ان اعمال کے کرنے سے ممانعت فرمائی، جو فرشتوں کی لعنت کا موجب ہوں یا گھروں میں عدم دخول کا باعث۔فرشتوں کے گھروں میں داخل نہ ہونے کی بابت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔

"عن عائشة زوج النبي ﷺ أنها اشترت نمرقة فيها تصاوير، فلما رآها رسول الله ﷺ قام على الباب فلم يدخل، فقال رسول الله ﷺ: فما بال هذه النمرقة؟ فقال رسول الله ﷺ: إن أصحاب هذه الصور يعذبون

يوم القيامة يقال لهم: أحيوا ما خلقتم، ثم قال: إن البيت الذي فيه الصور لا تدخله الملائكة"[50]

"حضرت عائشہؓ نے ایک تکیہ خریدا اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو آپ ﷺ حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو رہے اور اندر نہ آئے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار معلوم ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس تکیے کو اس لئے خریدا ہے کہ آپ ﷺ اس پر بیٹھیں اس پر تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تصویر بنانے والوں کو عذاب دیا جائے گا، قیامت کے روز ان سے کہا جائے گا کہ تم ان صورتوں کو، جن کو تم نے دنیا میں بنایا تھا، میں جان ڈالو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔"

جن گھروں میں تصاویر اور مجسمہ موجود ہوں اُن میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے اس طرح کے طریقوں کے ذریعے اُن کفار کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے، جو گھروں میں تصاویر بنا رکھیں اور اُن کی تعظیم کرتے ہیں، چنانچہ غصہ اور کراہیت کی وجہ سے گھروں میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اسی طرح گھروں میں بلاعذر کتوں کی موجودگی بھی فرشتوں کے نہ داخل ہونے کا ایک سبب ہے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ سے مروی ہے:

"أخبرتني ميمونة زوج النبي ﷺ أن رسول الله ﷺ أصبح يوما واجما، فقال: إن جبريل عليه السلام كان وعدني أن يلقاني الليلة، فلم يلقني، فقال له رسول الله ﷺ: قد كنت وعدتني أن تلقاني البارحة، قال: أجل، ولكنا لا ندخل بيتا فيه كلب، ولا صورة"[51]

"میمونہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک روز فجر کے وقت غمگین اور مایوس حالت میں بیدار ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آج فجر کی نماز سے آپ ﷺ کا چہرہ اترا ہوا محسوس کر رہی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے حضرت جبرائیل امین نے آج رات ملاقات کا وعدہ فرمایا تھا لیکن وہ مجھ سے نہیں ملے اور اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی پھر تمام دن وہ اسی طریقہ سے رہے۔ شام کے وقت حضرت جبرائیل تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے تو گزشتہ رات آنے کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں لیکن ہم لوگ اس مکان میں داخل نہیں ہوتے کہ جس جگہ کتا ہو یا تصویر ہو۔"

آپ ﷺ نے فرشتوں کی بات جب صحابیات تک پہنچائی تو اُنہوں اس پر عمل کیا، جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے نزدیک فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق تھے اور اُن کا وجود تھا، چنانچہ اُنہوں نے آپ ﷺ کے فرمان پر عمل کیا اور اُس کو امت تک بھی پہنچایا۔ اسی طرح آپ ﷺ سے متعدد روایات میں عورتوں کے غلط طریقہ کار پر فرشتوں کی لعنت کا ذکر موجود ہے۔ ان احادیث کے ذریعے ترغیب وترہیب پر عمل کرتے ہوئے عورتوں کو غلط رسم ورواج سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عقیدہ آخرت کی اصلاح ومحاسبہ

اس کے ساتھ عقیدہ آخرت اور قیامت کے وقوع سے متعلق شکوک وشبہات کو رفع فرمایا۔ یوم آخرت کے اٹل ہونے کو بیان کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام اور صحابیات کو روز محشر میں رب کائنات کے سامنے پیش ہونے اور مرنے کے بعد کی زندگی کی تیاری کو اپنی حیات کا مقصد اصلی قرار دینے کی جانب توجہ مبذول کروائی۔ یہ بتلایا کہ انسان مرنے کے بعد گل سڑ نہیں جائے گا بل کہ اللہ تعالیٰ اُس کو پھر پیدا کریں گے جیسے پہلے پیدا کیا اور اِس کے بعد جزاء وسزاء کا عمل ہوگا۔ انسان کے اعمال پر آخرت

کی (حقیقی) فلاح اور ناکامی کا درومدار ہے۔ اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ حساب، میزان، جنت و جہنم کے ہونے پر یقین رکھے اور میزان کو عمدہ کرنے اور جنت کے حصول کے لیے کوشش کرے۔ روز محشر میں لوگوں کی کیفیت سے متعلق ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عن عائشة، قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا، قلت: يا رسول الله النساء والرجال جميعا ينظر بعضهم إلى بعض، قال: يا عائشة الأمر أشد من أن ينظر بعضهم إلى بعض"[52]

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس حالت میں جمع کیا جائے گا کہ وہ برہنہ پا، برہنہ تن اور بغیر ختنہ کئے ہوئے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا عورتیں اور مرد اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! (جمع کئے جانے کا) یہ معاملہ اس بات سے بہت سخت ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف دیکھے۔"

آگ سے خلاصی کے لیے صدقات واعمال صالحہ کی ترغیب

قیامت کے احوال اور آخرت کی اہمیت پر روشنی ڈال کر آپ ﷺ نے امت کو راہ ہدایت پر چلنے کا درس دیا۔ صحابہ کرامؓ کے طرح آپ ﷺ نے صحابیات کو قیامت کی حقیقت سے روشناس کروایا اور دنیاوی زندگی کے بعد کے احوال سے بھی مطلع فرمایا اور اُس حقیقی زندگی کی کامیابی اور جہنم کی آگ سے خلاصی کے لیے چھوٹی سے چھوٹی عملی کاوشوں پر اُبھارا۔

"عن عائشة، أن رسول الله ﷺ قال لها: يا عائشة، استتري من النار ولو بشق تمرة"[53]

"حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا: اے عائشہ! کھجور کا ٹکڑا صدقہ دے کر آگ سے خود کو بچاؤ۔"

آخرت کی حقیقت اور اُس پر یقین رکھتے ہوئے جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے صدقہ کا حکم دیا گیا۔ اس بات کی ترغیب دی گی کہ کسی نیک عمل کو چھوٹا سمجھ کر رد نہ کرو مبادیٰ وہی کام آخرت میں جہنم کی آگ سے خلاصی کا باعث بن جائے۔ اس حدیث میں راہ خدا میں مال صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ اگرچہ کم بھی ہو تو وہ آگ سے خلاصی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔[54]

آخرت سے متعلقہ امور پر احتساب

ہر مسلمان مرد و عورت پر ضروری ہے کہ کسی کے ایمان واعمال کو دیکھتے ہوئے اُس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم لگانے سے پرہیز کرے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

"عن عائشة أم المؤمنين، قالت: دعي رسول الله ﷺ إلى جنازة صبي من الأنصار، فقلت: يا رسول الله طوبى لهذا، عصفور من عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه، قال: أو غير ذلك، يا عائشة إن الله خلق للجنة أهلا، خلقهم لها وهم في أصلاب آبائهم، وخلق للنار أهلا، خلقهم لها وهم في أصلاب آبائهم"[55]

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو انصار کے ایک بچہ کا جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا گیا تو میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اس جنت کی چڑیوں میں سے چڑیا کے لئے خوشی ہو اس نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ ہی

گناہ کرنے کے زمانے تک پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بھلا اس کے علاوہ بھی کچھ ہو گا؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو جنت کا اہل بنایا اور انہیں پیدا ہی جنت کے لئے کیا ہے اس حال میں کہ وہ اپنے آباؤاجداد کی پشتوں میں تھے اور بعض کو جہنم کا اہل بنایا اور انہیں پیدا ہی جہنم کے لئے کیا ہے اس حال میں کہ وہ اپنے آباؤاجداد کی پشتوں میں تھے۔"

اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کا فیصلہ آخرت کے دن پر ہوگا۔ جس کا تعلق غیب سے ہے، جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ جلہ جلالہ کے پاس ہے۔ چنانچہ مذکورہ روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو آپ ﷺ نے اس امر سے روکا کہ کسی کے جنت میں یا آگ میں داخل ہونے کی بابت گواہی اور حکم لگانا درست نہیں۔

عقیدہ آخرت کے منافی امور پر احتساب

بعض ایسے ناجائز امور سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، جو کہ عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کے بعد حرام اور اس کے منافی ہیں۔ حضرت ام حبیبہؓ سے مروی ہے:

"إني سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث إلا على زوج فإنها تحد عليه أربعة أشهر وعشرا"[56]

"میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے اپنے خاوند پر کہ اس پر چار ماہ اور دس دن تک سوگ کر سکتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے اور آخرت پر اعتقاد رکھتے ہوئے کسی عورت کے لیے اپنے خاوند کے علاوہ کسی میت کا سوگ تین دن سے زائد منانے کی اجازت نہیں۔ اس حکم کی مخالفت کرنے والے عقیدہ توحید اور عقیدہ آخرت کی مکمل حقیقت ناآشنا اور سرورِ دوعالم ﷺ کے فرمان کی نظریں پھیرنے والے ہیں۔ مذکورہ موضوع سے متعلقہ روایات ام المؤمنین ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، ام المؤمنین حضرت حفصہؓ اور ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی مروی ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو دنیا زندگی کے فانی ہونے، آخرت کے برحق ہونے، یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے برے اعمال سے بچنے اور آخرت میں جزاء وسزاء کی بابت اپنی آراء قائم کرنے سے منع فرمایا، کیوں کہ آخرت کے معاملات امور غیب سے تعلق رکھتے ہیں، جن کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے۔

خلاصہ بحث

- نبی کریم ﷺ نے عقیدہ توحید سے متعلق عورتوں کے غلط افکار و نظریات کو رفع فرمایا نیز زمانہ جاہلیت کے شرکیہ امور کی وضاحت فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کی شرکت کا موجب بنتے۔
- فرشتوں کے بارے میں کفار کے غلط نظریات کو دور کیا اور اُن کے سلام اور اُن کی آمد مبارکہ سے متعلق صحابیات کو آگاہ فرما کر اُن کے وجود سے باور کروایا۔
- عقیدۂ رسالت اور اس کے ضمن میں ختمِ نبوت اور تعظیمِ نبوی ﷺ کے اسالیب سے آگاہی فراہم کی اور آپ ﷺ کی آمد مبارکہ کے بعد کسی بھی نبی کی تعلیمات اور اُس کی اتباع سے منع فرمایا۔

- آپ ﷺ نے عقیدہ آخرت کی اہمیت کی جانب بھی عورتوں کی توجہ مبذول کروائی۔ بعث بعد الموت اور اس کے بعد کے مراحل سزاء وجزاء اور جنت یا جہنم کے بارے میں آگاہی فراہم کی۔

سفارشات

- عہدِ رسالت کی طرح عہد خلفائے راشدین اور اسلامی سلطنتوں میں عورتوں کے محاسبہ کے اصول و قوانین اور عملی کاوشوں پر بھی کام کی ضرورت ہے۔
- عورتوں کے محاسبہ کے اصول و قوانین کی روشنی میں پاکستان کے معاشرتی، اخلاقی اور عقائدی نظریات وافکار کا مطالعہ کیا جائے اور دورجدید میں عورتوں کے محاسبہ سے عدم توجہی کے نقصانات کا جائزہ لینے کے بعد ان کے ازالہ کے لیے لائحہ عمل طے کیا جائے۔
- دورجدید میں عورتوں کے محاسبہ کے لیے شریعت کے مقررہ اصولوں کی روشنی میں ملک میں ایک ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے، جو اصلاح احوال النساء کے لیے دور حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عملی اقدام کرے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

[1] Murtaḍā Al Zubaydī, *Tāj al 'Urūs Min Jawāhir al Qāmūs* (Egypt: Dār al Miṣr, n.d.). 2: 267

مرتضی الزبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، دارالھدایۃ، مصر، ن م،2: 267

[2] Al Ḥusayn bin Muḥammad Al Asphānī, *Al Mufradāt Fī Gharīb al Qur'ān*, 1st ed. (Beirūt: Dār al Qalam, 1412).

الاصفھانی، الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دارالقلم، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۲ھ،۱: ۲۳۲

[3] Sayyid Aḥmad Dehlavī, *Farhang Āṣafiyyah* (Lahore: Riphāh e 'Ām Press, 1908). 2: 121

دہلوی، سیّداحمد، مولانا، فرہنگ آصفیہ، رفاہ عام پریس، لاہور، الطبعۃ ۱۹۰۸م، ۲: ۱۶۱

[4] 'Alī bin Aḥmad Al Māwardī, *Al Aḥkām al Sulṭāniyyah* (Cairo: Dār al Ḥadīth, n.d.), 249.

الماوردی، علی بن محمد، الاحکام السلطانیۃ، دارالحدیث، القاھرۃ، ن م، ص۳۴۹

[5] Muḥammad bin Al Ḥusayn Al Farr ā', *Al Aḥkām al Sulṭāniyyah*, 2nd ed. (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 2000), 284.

الفراء، محمد بن الحسین بن محمد، الاحکام السلطانیۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م، ص ۲۸۴

[6] Muḥammad bin Muḥammad Al Ghazālī, *'Iḥyā' 'Ulūm al Dīn*, trans. Muḥammad Aḥsan Nānotawī (India: Idārah Tablīgh e Dīn, n.d.). 2: 311

الغزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، (مترجم) محمد احسن نانوتوی ادارہ تبلیغ دین، ہند، ن م، ۳۱۱/۲

[7] Muḥammad bin Ḥibbān Ibn Ḥibbān, Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān, ed. Sho'ayb al Arnā'ūṭ, 2nd ed. (Beirūt: Mu'assasah Al Risālah, 1993). Ḥadīth # 7369

ابن حبان، محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، ت: شعیب الارنووط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۹۳م، حدیث رقم: ۷۳۶۹

[8] Aḥmad bin 'Alī Abū Ya'la, *Al Mu'jam*, 1st ed. (Faisalabad: Idārah al 'Ulūm al

Athariyyah, 1407). 6399

ابویعلی الموصلی، احمد بن علی، المعجم، ادارۃ العلوم الاثریۃ، فیصل آباد، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۷ھ، حدیث رقم: ۶۳۹۹

9 Ṣafi al Raḥmān Mubārakpūrī, *Al Raḥīq al Makhtūm*, 1st ed. (Lahore: Maktabah Salafiyyah, 1999), 625.

مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، مکتبہ سلفیہ، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۶۲۵

10 Muslim bin Al Ḥajjāj Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, ed. 'Abd al Bāqī Muḥammad Fawād (Beirūt: Dār 'Iḥyā' al Kutub al 'Arabī, n.d.). Ḥadīth # 102

صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ، من غشنا فلیس منا، حدیث رقم: ۱۰۲

11 Muḥammad bin 'Abdullah al Nishāpūrī Al Ḥākim, *Al Mustadrak 'ala al Ṣaḥīḥayn*, ed. Muṣṭafa 'Abd al Qādir 'Aṭā, 1st ed. (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1990). 4: 638

الحاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک للحاکم، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۱ھ-۱۹۹۰ء، ۴: ۶۳۸

12 Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 651; Sulaymān bin al A'sh'ath Abū Dāw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, 1st ed. (Beirūt: Mu'ssasah Al Risālah al 'Ālamīyyah, 2009), Ḥadīth # 548; Aḥmad bin Ḥambal Ibn Ḥambal, *Al Musnad* (Beirūt: Dār 'Iḥyā' al Turāth al 'Arabī, n.d.), Ḥadīth # 8149; Muḥammad bin Yazīd al Qazwīnī Ibn Mājah, *Al Sunan*, ed. Shayḥah Khalīl Ma'mūn (Beirūt: Dār al Ma'rifah, 1996). Ḥadīth # 791.

صحیح مسلم، حدیث رقم: ۶۵۱؛ مسند الامام احمد، حدیث رقم: ۸۱۴۹؛ سنن ابن ماجہ، حدیث رقم: ۷۹۱؛ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۵۴۸

13 Tamām bin Muḥammad Al Rāḍī, *Al Fawā'id*, 1st ed. (Riyadh: Maktabah al Rushd, 1412). Ḥadīth # 1293

ابوالقاسم تمام الرزای، تمام بن محمد بن عبداللہ، الفوائد، مکتبہ الرشد، الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۲ھ، ۲: ۱۱۴، حدیث رقم: ۱۲۹۳

14 Dr. Muḥammad Ḥamīd Ullah, *Khuṭbāt e Bahāwalpūr* (Islamabad: Idārah Taḥqīqāt Islāmī, 1997), 298.

محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۸

15 Shahzād Iqbāl Shām, *Islām Ka Niẓām e Iḥtisāb* (Islamabad: Sharī'ah Academy, 1998), 6.

شام، شہزاد اقبال، اسلام کا نظام احتساب، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء، ص ۶

16 Aḥmad bin 'Abd al Ḥalīm Ibn Taymiyyah, *Majmū' al Fatāwa* (KSA: Majma' al Malik Fahad, 1995). 28: 60

ابن تیمیۃ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ۱۹۹۵ء، ۲۸: ۶۰

17 Muḥammad bin Abī Bakr Ibn Qayyim, *Al Ṭuruq al Ḥikamiyyah Fil Siyāsah al Shar'iyyah / Islām Me 'Adl k Ḍabaṭy*, trans. Dr. Ṭayyib Shāhīn Lodhī (Multan: Fārūqī Kutub Khānah, 2001), 365.

ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، اسلام میں عدل کے ضابطے، مترجمہ، پروفیسر طیب شاہین لودھی، فاروقی کتب خانہ، لاہور، ملتان، ۲۰۰۱ء، ص: ۳۶۵

18 Muḥammad bin Ismā'īl Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī* (Dār Ṭawq al Najāh, 1422), Ḥadīth # 7288; Ibn Ḥambal, *Al Musnad, Ḥadīth # 10028;* Al Ḥākim, *Al Mustadrak 'ala al Ṣaḥīḥayn*, Ḥadīth # 8390.

البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۲ھ، حدیث رقم: ۷۲۸۸؛ مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث

رقم: ۱۰۰۲۸؛المستدرک للحاکم، حدیث رقم: ۸۳۹۰

[19] Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī,* Ḥadīth # 6094; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ,* Ḥadīth # 2607; Abū Dāw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd,* Ḥadīth # 4986; 'Abdullah bin 'Abd al Raḥmān al Samarqandī Al Dārmī, *Al Sunan*, ed. Ḥusayn Salīm, 1st ed. (Riyadh: Dār al Mughnī lil Nashr wal Tawzī', 2000), Ḥadīth # 2757.

صحیح البخاری، حدیث رقم: ۶۰۹۴؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۶۰۷؛ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۴۹۸۶۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، ت: حسین سلیم، دارالمغنی للنشر والتوزیع، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۰ء، حدیث رقم: ۲۷۵۷۔

[20] Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī,* Ḥadīth # 2447; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ,* Ḥadīth # 2579; Muḥammad bin 'Īsā Al Tirmidhī, *Sunan Al Tirmidhī*, ed. Bashār 'Awwād (Beirūt: Dār al Gharb al Islāmī, 1998), Ḥadīth # 2030.

صحیح البخاری، حدیث رقم: ۲۴۴۷؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۵۷۹۔الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع للترمذی، ت: بشار عواد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ ۱۹۹۸م، حدیث رقم: ۲۰۳۰۔

[21] Muḥammad bin Yazīd al Qazwīnī Ibn Mājah and Fawād 'Abd al Bāqī, *Al Sunan* (Egypt: Dār 'Iḥyā' al Kutub al 'Arabī, n.d.), Ḥadīth # 4243; Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 22808.

ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ت: محمد فواد عبدالباقی، داراحیاء الکتب العربیۃ، مصر، ن م، حدیث رقم: ۴۲۴۳؛۔اس مفہوم کی تائید "مسند الامام احمد، حدیث رقم: ۲۲۸۰۸ کی روایت سے ہوتی ہے۔ سنن ابن ماجہ کی روایت پر الالبانی نے " صحیح " کا حکم لگایا ہے۔

[22] Al Haytham bin Kulayb Al Shāshī, *Al Musnad*, ed. Maḥfūẓ al Raḥmān, 1st ed. (Madinah: Maktabah al 'Ilm wal Ḥikam, 1410), Ḥadīth # 1334; Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 3081; Al Qushayrī, Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ; Al Tirmidhī, Sunan Al Tirmidhī, Ḥadīth # 2514.

الشاشی، الھیثم بن کلیب، المسند للشاشی، ت: د. محفوظ الرحمٰن، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۰ھ، حدیث رقم: ۱۳۳۴۔ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۳۰۸۱؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۷۵۰؛الجامع للترمذی، حدیث رقم: ۲۵۱۴

[23] Sulaymān bin Ash'ath 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd* (Beirūt: Maktabah 'Aṣariyyah, n.d.), Ḥadīth # 790; Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 705; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 465.

ابوداؤدالسجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ن م، حدیث رقم: ۷۹۰۔ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۷۰۵؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۴۶۵

[24] Mubārakpūrī, *Al Raḥīq al Makhtūm*, 274.

مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، ص ۲۷۴

[25] Mubārakpūrī, *Al Raḥīq al Makhtūm*.

ایضاً

[26] Naeem Ṣiddīqī, *Moḥsin e Insāniyyat* (Lahore: Islāmic Publications, 1978), 454.

نعیم صدیقی، محسنِ انسانیت، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۸م، ص ۴۵۴

[27] 'Adullah bin Wahab Ibn Wahab, *Al Jāmi'*, ed. Dr. Muṣṭafā Ḥasan, 1st ed. (Riyadh: Dār Ibn al Jawzī, 1995), Ḥadīth # 203; 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 4918.

ابن وھب، عبداللہ بن وھب، الجامع، ت: د۔ مصطفیٰ حسن، دار ابن الجوزی، الریاض، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۵ء، حدیث رقم: ۲۰۳۔ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۴۹۱۸۲

[28] Ismā'īl bin 'Umar Ibn Kathīr, *Tafsīr Ibn Kathīr (Translation of 30th Part)* (Karachi: Kārhānah Tijārat, n.d.), 102.

ابنِ کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابنِ کثیر (اُردو ترجمہ: پارہ آخیر) کارخانہ تجارت کراچی، س۔ن، ص ۱۰۲

[29] Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 8567; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 26; Sulaymān bin Dāw'ūd Al Ṭayālasī, *Al Musnad* (Egypt: Dār Hijr, 1999), Ḥadīth # 445.

مسند ابی داؤد الطیالسی، حدیث رقم: ۴۴۵؛ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۵۸۲۷؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۶

[30] Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 49; 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 4340; Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 11514; Al Tirmidhī, *Sunan Al Tirmidhī*, Ḥadīth # 2172.

القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث رقم: ۴۹؛ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۴۳۴۰؛ الجامع للترمذی، حدیث رقم: ۲۱۷۲؛ مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث رقم: ۱۱۵۱۴

[31] Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 893; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 1892; Al Tirmidhī, *Sunan Al Tirmidhī*, Ḥadīth # 1705.

صحیح البخاری، حدیث رقم: ۸۹۳؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۱۸۹۲؛ الجامع للترمذی، حدیث رقم: ۱۷۰۵

[32] Muḥammad Manẓūr Nu'mānī, *Ma'ārif al Ḥadīth* (Karachi: Dār al Ishā'at, 2007). 2: 199

نعمانی، محمد منظور، مولانا، معارف الحدیث، دار الاشاعت، کراچی، اپریل ۲۰۰۷ء، ۲: ۱۹۹

[33] 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 495.

ابو داؤد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۴۹۵

[34] Al Tirmidhī, *Sunan Al Tirmidhī*, Ḥadīth # 2639; Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 6994.

الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع للترمذی، حدیث رقم: ۲۶۳۹، مسند الامام احمد، حدیث رقم: ۶۹۹۴

[35] Al Ḥusayn bin 'Abdullah Al Ṭībī, *Al Kāshif 'an Ḥaqā'iq al Sunan*, 1st ed. (Riyadh: Maktabah Nazzar Muṣṭafa al Bāz, 1997). 2: 487

الطیبی، الحسین بن عبداللہ، الکاشف عن حقائق السنن، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، الریاض، الطبعۃ ۱۹۹۷ء، ۲: ۴۸۷

[36] Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 4771; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #351; Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 9793.

صحیح البخاری، حدیث رقم: ۴۷۷۱؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۳۵۱؛ ابن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث رقم: ۹۷۹۳۔

[37] Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 5288; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 1866; Al Tirmidhī, *Sunan Al Tirmidhī*, Ḥadīth # 3214.

البخاری، صحیح البخاری، حدیث رقم: ۵۲۸۸؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۱۸۶۶؛ الجامع للترمذی، حدیث رقم: ۳۲۱۴

[38] Sulaymān bin Aḥmad Al Ṭabarānī, *Musnad al Shāmiyyīn*, ed. Ḥamdī bin 'Abdul Majīd, 1st ed. (Beirūt: Mu'ssasah Al Risālah, 1984), Ḥadīth # 1390.

الطبرانی، سلیمان بن احمد، مسند الشامیین، ت: حمدی بن عبد المجید، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۹۸۴م، حدیث رقم: ۱۳۹۰

[39] 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 3880; Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 3615; Ibn Mājah and 'Abd al Bāqī, *Al Sunan*, Ḥadīth # 3530.

ابوداؤد، سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۳۸۸۰۔ مسند الامام احمد، حدیث رقم: ۳۶۱۵؛ سنن ابن ماجہ، حدیث رقم: ۳۵۳۰

40 Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*; Al Ṭabarānī, *Musnad al Shāmiyyīn*; Al Ḥākim, *Al Mustadrak 'ala al Ṣaḥīḥayn*.

القشیری، صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۱۹۷۔ مسند الشامیین للطبرانی، حدیث رقم: ۱۷۴۵؛ المستدرک للحاکم، حدیث رقم: ۸۲۷۶

41 'Alī bin Muḥammad Mullā 'Alī Al Qārī, *Mirqāt al Mafātīḥ*, 1st ed. (Beirūt: Dār al Fikr, 2002), 7: 2868.

الملاالقاری، علی بن محمد، مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃالمصابیح، دار الفکر، بیروت، الطبعۃالاولی ۲۰۰۲م، ۷: ۲۸۶۸

42 Ibn Mājah and 'Abd al Bāqī, *Al Sunan*, Ḥadīth # 1897; Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 5147; 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 4922; Al Tirmidhī, *Sunan Al Tirmidhī*, Ḥadīth # 1090.

ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ت: حدیث رقم: ۱۸۹۷۔ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۵۱۴۷؛ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۴۹۲۲؛ الجامع للترمذی، حدیث رقم: ۱۰۹۰

43 Muḥammad Karam Shah Al Azharī, *Ḍiyā' al Qur'ān* (Lahore: Ḍiyā' al Qur'ān Publications, 1995), 1: 532,533.

الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۵م، ۱: ۵۳۲۔۵۳۳

44 Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 1294; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 165.

صحیح البخاری، حدیث رقم: ۱۲۹۴؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۱۶۵

45 Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 3834; Al Dārmī, *Al Sunan*, Ḥadīth # 218.

الدارمی، سنن الدارمی، حدیث رقم: ۲۱۸۔ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۳۸۳۴

46 Al Ṣan'ānī 'Abdur Razzāq bin Humām, *Al Muṣannaf*, 2nd ed. (Beirūt: Maktab Islāmī, 1403), Ḥadīth # 6303.

الصنعانی، عبدالرزاق بن ھمام، ت: حبیب الرحمٰن الاعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، الطبعۃالثانیۃ ۱۴۰۳ھ، حدیث رقم: ۶۳۰۳

47 'Abdul Mājid Daryā Ābādī, *Tafsīr Mājidī* (Lahore: Pak Company Limited, n.d.), 1: 85.

دریابادی، عبدالماجد، تفسیر ماجدی، پاک کمپنی لمٹیڈ، لاہور، ن م، ۱: ۸۵

48 Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 2649; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2447; 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 5232.

صحیح البخاری، حدیث رقم: ۲۶۴۹؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۴۴۷؛ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۵۲۳۲

49 Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 2813; Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 26399.

البخاری، صحیح البخاری، حدیث رقم: ۲۸۱۳؛ مسند الامام احمد، حدیث رقم: ۲۶۳۹۹

50 Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 2105; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #2107; Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 26090.

مسند الامام احمد بن حنبل، ۲۶۰۹۰؛ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۲۱۰۵؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۱۰۷

51 Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2105; 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 4157.

صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۱۰۵؛ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۴۱۵۷

[52] Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2859; Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 6527.

القشیری، صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۸۵۹؛ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۶۵۲۷

[53] Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 24501.

ابن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث رقم: ۲۴۵۰۱۔اس کے علاوہ اس موضوع سے متعلق روایات حضرت عدی بن حاتمؓ سے متعدد کتب میں منقول ہیں۔

[54] Yaḥya bin Sharf Al Nawawī, *Al Minhāj*, 2nd ed. (Beirūt: Dār 'Iḥyā' al Turāth al 'Arabī, 1392), 7: 101.

النووی، یحییٰ بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۲ھ، ۷: ۱۰۱

[55] Ibn Mājah and 'Abd al Bāqī, *Al Sunan*, Ḥadīth # 82; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2662.

ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث رقم: ۸۲؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۲۶۶۲

[56] Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 27398; Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 1281; Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 1486; 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd*, Ḥadīth # 2299.

مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث رقم: ۲۷۳۹۸؛ صحیح البخاری، حدیث رقم: ۱۲۸۱؛ صحیح مسلم، حدیث رقم: ۱۴۸۶؛ سنن ابی داؤد، حدیث رقم: ۲۲۹۹